

جناب پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہناز صاحب (کراچی یونیورسٹی)

امام بخاریؒ، امام ترمذیؒ کے شیخ علامہ ابن سلام ہرویؒ

ابو عبید اوسعنا علماً واکثر نادباً و اجمعنا جمعاً انا محتاح الی ابی عبید ا بوعبید لایحتاج الینا
ابو عبید اعلم منی ومن الامام الشافعی ومن الامام احمد بن حنبل (اسحاق بن راہویہ)

تاریخ کے صفحات دوسری صدی کے نصف آخر اور تیسری صدی کے ربع اول میں ایک ایسی تابغہ روزگار ہستی کا پتہ دیتے ہیں جو اپنے عہد کے عبداللہ بن عباسؒ گزرے ہیں۔ تاریخ بغداد میں عبداللہ بن طاہرؒ کے حوالہ سے (۱۲/۴۱۱) میں لکھا ہے کہ علمائے اسلام چار ہی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؒ اپنے دور کے، امام الشعبیؒ اپنے دور کے، قاسم بن معینؒ اپنے دور کے اور ابو عبید القاسم بن سلامؒ اپنے عہد کے عبقری تھے۔ ابو عبید القاسم بن سلام بغدادیؒ، دراصل خراسان کے شہر ہرات سے تعلق رکھتے تھے۔ (۱) اسی لئے بعض مورخین نے ان کے نام کے ساتھ خراسانی اور ہروی لکھا ہے۔ (۲) آپ بنی ازد کے غلام تھے بعض نے انصار کا غلام لکھا ہے۔ انکے والد کا نام سلام ہے۔ (یعنی لام کی تشدید کے ساتھ) نہ کہ سلام (لام کی تخفیف سے) ابو الفضل بن العبد (۳۶۴ھ) کے ہاں کسی نے ابن سلام (لام کی تخفیف سے) کہا تو علماء بغداد نے اسے برا جانا۔

سلام: ہرات کے کسی شخص کے ہاں غلام تھے۔ رومی الاصل ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سلام اور ان کے صاحب زادے ابو عبید اپنے مالک کے بیٹے کے ساتھ مدرسہ گئے اور وہاں استاذ سے جا کر کہا:

"علمی القاسم فانھا کیسہ"" قاسم کو پڑھائیے یہ بڑے ذہین ہیں۔" چنانچہ ان کے ان عربی الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اچھی عربی نہیں جانتے تھے جہی انہوں نے مذکر مونث تک کا لحاظ نہیں کیا۔ علامہ ابو عبید خراسان کے شہر ہرات میں ۵۰ھ میں پیدا ہوئے (۳)۔ زبیدی نے ان کا سن ولادت ۵۴ھ ذکر کیا ہے (۴)۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے والد گرامی کی خواہش پر چین ہی میں ہرات کو خیرباد کہا اور بصرہ و کوفہ کا رخ کیا جو اس دور کے علمی مراکز تھے۔ وہاں آپ نے لغت (عربی)، فقہ، حدیث، علم کلام اور دیگر علوم دور اول کے علماء سے حاصل کئے (۵)۔ طلب

حدیث کیلئے آپ دمشق گئے اور وہاں شیوخ حدیث سے استفادہ کیا (۶)۔

تکمیل علم کے بعد آپ اتالیق مقرر ہوئے چنانچہ بغداد میں شارع بشر و بشیر پر آپ ایک لڑکے کو پڑھایا کرتے تھے۔ پھر آپ خراسان آئے تو ہرثمہ بن اعین کے بچوں کے اتالیق مقرر ہوئے جو الرشید اور المامون کے دور کا معروف فوجی کمانڈر تھا۔ جسے مامون نے ۲۰۰ھ میں قتل کرا دیا۔ (۷) ثابت بن نصر بن مالک الخراسانی شام کے ایک مشہور قائد نے (جو ۱۹۲ھ میں ثغور شام کے سرحدی علاقے کے والی بھی رہے) علامہ ابو عبیدہ کی خدمات اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کیلئے حاصل کیں۔

چنانچہ ثغور شام کی ولایت ملنے پر ثابت بن نصر نے علامہ ابو عبیدہ کو طرسوس کا قاضی مقرر کیا (۸)۔ آپ ۸ برس تک اس علاقے کے قاضی رہے پھر ۱۲۰ھ میں دوبارہ بغداد تشریف لے گئے اور وہاں عبداللہ بن طاہر والی خراسان سے ملاقات کی، لیکن طاہر نے آپ کی عزت افزائی کی اور دو ہزار درہم ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ ابو العباس احمد بن یحییٰ ثعلب کہتے ہیں:

"طاہر بن عبداللہ اپنے والد کی زندگی ہی میں خراسان سے حج کو گیا تو اسحاق بن ابراہیم کے ہاں ٹھہرا پھر اس نے اسحاق کو علماء کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ وہ انہیں طاہر سے ملانے کیلئے لائے۔ چنانچہ بعض علماء حدیث و فقہائے کرام ملنے کو آئے ان میں ابن العری اور علامہ ابو عبیدہ القاسم بن سلام کو بھی حاضری دربار کا پیغام ملا مگر آپ نے کھلا بھیجا کہ: "علم کی طرف جایا جاتا ہے۔ علم کو بلایا نہیں جاتا" اسحاق کو ان کی یہ بات اور پیغام نہایت ناگوار گزرا چنانچہ اس نے عبداللہ بن طاہر کی طرف سے انہیں ملنے والا (دو ہزار درہم ماہانہ) وظیفہ بند کر دیا اور عبداللہ بن طاہر کو واقعہ کی اطلاع بھی کر دی، اس پر عبداللہ نے اسے لکھا: علامہ ابو عبیدہ نے سچ فرمایا اور میں ان کی اس حق گوئی پر ان کا وظیفہ دو گنا کرتا ہوں تم فوراً ان کا سابقہ (روکا ہوا) بھی ادا کرو اور آئندہ بھی (نئی شرح کے مطابق) پابندی سے ادا کرتے رہو" (۹)۔ چنانچہ اس واقعہ کا دونوں حضرات کے تعلقات پر گہرا اثر ہوا اور ایک دوسرے کی قدر افزائی پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ اب تو کیفیت یہ ہوئی کہ علامہ ابو عبیدہ جب بھی کوئی کتاب لکھتے عبداللہ بن طاہر کو تحفہً اس کا نسخہ بھجوا دیتے اور عبداللہ جو لبالب خطیر نذر کرتا (۱۰)۔ کہا جاتا ہے کہ علامہ ابو عبیدہ نے جب اپنی کتاب "غریب الحدیث" مکمل کی اور عبداللہ بن طاہر کو

بھجوائی تو اس نے بڑی تعریف کی اور کہا "ایسے شخص کو اپنی عقل و فہم کے مزید جو ہر دکھانے کا موقع ملنا چاہیے اور اسے فکر معاش سے آزاد کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ اسی کے ساتھ ان کا ماہانہ وظیفہ دس ہزار درہم مقرر ہوا" (۱۱)۔

ابودلف النحلی (۲۲۸ھ) کو علامہ ابو عبید کے علمی مرتبہ و مقام کا علم ہوا تو اس نے عبداللہ بن طاہر سے درخواست کی کہ دو ماہ کے لئے انہیں اس کے ہاں بھیجا جائے چنانچہ علامہ تشریف لے گئے اور دو ماہ ابو دلف کو میزبانی کا شرف بخشا، واپسی کے لئے روانہ ہونے لگے تو ابو دلف نے تیس ہزار درہم کا نذرانہ پیش کیا جسے آپ نے یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ "میں ایک ایسے شخص سے متعلق ہوں جو میری تمام ضروریات کا خیال رکھتا ہے پھر کسی اور سے کچھ لینا میرے لئے کیونکر جائز ہو سکتا ہے" جب آپ واپس ابن طاہر کے پاس پہنچے تو اسے اس واقعہ کا علم ہو چکا تھا۔ چنانچہ اس نے بھی تیس ہزار درہم پیش کئے جنہیں آپ نے اس کے اصرار پر اس صورت میں قبول کیا کہ وہ رقم کی بجائے کچھ ساز و سامان (تختے تحائف) خرید کر دے تاکہ آپ اپنے وطن جاسکیں، عبداللہ نے ایسا ہی کیا۔ ایسا لگتا ہے کہ علامہ ابو عبید نے کچھ عرصہ "مرد" میں بھی گزارا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ طاہر ابن الحسین الخراسانی مشہور کمانڈر (۲۰۷ھ) جب خراسان گیا تو اس نے "مرد" میں قیام کیا اور مصاحبوں سے کہا کہ کسی ایسے عالم کو بلائیں جو رات بھر اس کے پاس قیام کرے اور جس سے اس کی مجلس میں کچھ علمی گفتگو ہوتی رہے۔ اسے بتایا گیا کہ یہاں کوئی ایسا بڑا عالم نہیں سوائے ایک شخص کے اور وہ ہیں علامہ ابو عبید۔ چنانچہ علامہ کو پیغام ملا اور وہ تشریف لے گئے، گفتگو کرنے پر پتہ چلا کہ علامہ عربوں کی تاریخ کے بہت بڑے ماہر ہیں اور نحو و لغت و فقہ کے امام ہیں۔ طاہر نے کہا: آپ کو اس چھوٹے سے شہر میں رکھنا آپ کی قد آور شخصیت کے ساتھ زیادتی ہے۔ ایک ہزار دینار نذر کئے اور کہا ابھی تو میں خراسان کی جنگ میں جا رہا ہوں اور مجھے اچھا نہیں لگتا کہ آپ کو بھی اس سفر کی مشقت میں ڈالوں۔ آپ یہ ہدیہ قبول فرمائیے، واپسی پر اللہ نے چاہا تو ملاقات ہو گئی۔ ابو عبید ان دنوں "غریب المصنف" لکھنے میں مصروف تھے۔ طاہر کی واپسی تک آپ نے وہ مکمل کر لی۔ چنانچہ طاہر واپسی پر آپ کو اپنے ساتھ سامرہ لے گیا (۱۲)۔ ۲۱۳ھ میں آپ مشہور محدث

یحییٰ بن معین کے ساتھ مصر تشریف لے گئے جہاں آپ نے تصنیف و تالیف کا کام آگے بڑھایا اور اپنی تصنیفات میں مصر کا تذکرہ بھی کیا۔ مصر کے اس علمی سفر کا حال آپ نے اپنی کتاب "غریب الحدیث" میں بھی کیا ہے۔ حدیث عقبہ بن عامرؓ کی تشریح میں آپ لکھتے ہیں کہ "وہ صیب (سرخ یا زرد رنگ) کا خضاب استعمال کرتے تھے اور صیب تلوں کے پتوں کا پانی یا نباتات میں سے کوئی نبات ہے اور مصر میں مجھے بتایا گیا کہ ان کا پانی سرخ ہوتا ہے جس کے اوپر سیاہی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: "نبی اکرم ﷺ نے قسی پہننے سے منع فرمایا ہے" پھر کہتے ہیں "قسی ایک لباس ہے جو ریشم سے تیار ہوتا ہے اور مصر سے لایا جاتا ہے" اصحاب حدیث قسی کو قاف کے زیر اور سین کی تشدید سے پڑھتے ہیں، جبکہ مصری لوگ اسے قسی (قاف کے زیر اور سین کی تشدید سے) پڑھتے ہیں اور اس کا تعلق ایک شہر سے بتاتے ہیں جس کا نام "القفس" ہے علامہ کہتے ہیں میں نے وہ شہر دیکھا ہے (۱۳)۔ ۲۱۹ھ میں علامہ ابو عبید جج کے لئے عازم مکہ ہوئے۔ فریضہ حج ادا کیا۔ واپسی کے لئے سواری کرایہ پر حاصل کی تاکہ عراق جاسکیں۔ صبح سویرے روانگی کا پروگرام تھا۔ رات کو خواب میں دیکھا، نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اس طرح کہ آپ تشریف فرما ہیں۔ آپ کے آس پاس آپ کے پسندیدہ لوگ بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ آ جا رہے ہیں، جو سلام پیش کرتے ہیں اور مصافحہ سے مشرف ہو رہے ہیں، علامہ فرماتے ہیں، مگر میں جیسے ہی قریب ہونے کی کوشش کرتا ہوں زدک دیا جاتا ہوں۔ پھر میں لوگوں سے پوچھتا ہوں تم مجھے حضور ﷺ سے ملنے کیوں نہیں دیتے۔ جواب ملتا ہے تم نہیں مل سکتے کیونکہ تم کل عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں نے ان (لوگوں) سے کہا اگر یہ وجہ ہے تو میں عراق جانے کا ارادہ ملتوی کر دیتا ہوں۔ لوگ مجھ سے وعدہ لیتے ہیں اور پھر مجھے حضور ﷺ سے شرف ملاقات کی اجازت مل جاتی ہے، چنانچہ میں حاضہ خدمت ہو کر سلام عرض کرتا ہوں، حضور ﷺ مجھ سے مصافحہ فرماتے ہیں۔ صبح ہوتی ہے اور میرا کرایہ کی سواری واپس کر کے عراق جانے کا ارادہ ترک کر ڈالتا ہوں (۱۴)۔ اسی روز سے علامہ ابو عبید مکہ میں سکونت پذیر ہوئے تا آنکہ وہیں آپ کا انتقال ہوا اور در جعفر میں محرم ۲۲۴ھ میں تدفین عمل میں آئی (۱۵)۔

بعض مورخین نے آپ کا سن وصال ۲۲۲ھ اور بعض نے ۲۲۳ھ اور ۲۳۰ھ بھی بیان کیا ہے (۱۶) آپ نے ۷۳ برس عمر پائی بعض کے بقول آپ کا انتقال ۷۶ برس کی عمر میں ہوا (۱۷)۔ لیکن زیادہ صحیح روایت ۷۳ برس کی ہے۔ علامہ ابو عبید نے علوم ادب، لغت، حدیث اور قرأت اپنے دور کے ممتاز عراقی و شامی علماء سے حاصل کئے۔ آپ کے بعض مشائخ (اساتذہ) کے اسماء گرامی (بترتیب حروف تہجی) حسب ذیل ہیں:-

- (۱)۔ شیخ الاحمر علی بن المبارک (م ۱۹۴ھ) (۲)۔ شیخ اسحاق بن یوسف الازرق (م ۱۹۵ھ)
- (۳)۔ شیخ اسماعیل بن جعفر (م ۱۸۰ھ) (۴)۔ شیخ اسماعیل بن علیہ الاسدی (م ۱۹۳ھ)
- (۵)۔ شیخ اسماعیل بن عیاش (م ۱۸۱ھ) (۶)۔ شیخ الاصمعی ابو سعید عبدالملک بن قریب (م ۲۱۶ھ)
- (۷)۔ شیخ ابن الاعرابی ابو عبید اللہ محمد بن زیاد (م ۲۳۱ھ) (۸)۔ شیخ الاموی یحییٰ بن سعید (م ۱۹۴ھ) (۹)۔ شیخ ابو بکر بن عیاش (م ۱۹۳ھ) (۱۰)۔ شیخ جرید بن عبد الحمید (م ۱۸۷ھ) (۱۱)۔ شیخ حجاج بن محمد (م ۶۰۶ھ) (۱۲)۔ شیخ حصص بن غیاث (م ۱۹۴ھ)
- (۱۳)۔ شیخ حماد بن مسعدہ (م ۲۰۱ھ) (۱۴)۔ شیخ ابو زیادہ الکلائی یزید بن عبد اللہ بن الحر (سن وفات معلوم نہیں ہو سکا) (۱۵)۔ شیخ ابو زید الانصاری سعید بن اوس (م ۲۱۴ھ) (۱۶)۔ شیخ سعید بن الحکم بن ابی مریم المصری (م ۲۲۴ھ) (۱۷)۔ علامہ سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ) (۱۸)۔ شیخ سلیمان بن عبد الرحمن بن حماد (م ۲۵۲ھ) (۱۹)۔ شیخ سلیم بن عیسیٰ (م ۱۸۸ھ) (۲۰)۔ الامام الشافعی محمد بن اوریس (م ۲۰۴ھ) (۲۱)۔ شیخ شجاع بن ابی نصر (م ۱۹۰ھ) (۲۲)۔ شریک بن عبد اللہ القاضی (م ۷۷ھ) (۲۳)۔ شیخ صفوان بن عیسیٰ القسام (م ۲۰۰ھ) (۲۴)۔ عباد بن عباد المہلبی (م ۱۸۱ھ) (۲۵)۔ عبد الاعلیٰ بن مر بن عبد الاعلیٰ الغسانی (م ۲۱۸ھ) (۱۸)۔

علامہ ابو عبید مہندی کا خضاب کرتے تھے۔ سرخ ڈاڑھی اور سرخ (سر کے) بالوں والے تھے۔ ان کے چہرے سے ہیبت و وقار چھلکتا تھا۔ نہایت عبادت گزار اور کثیر المطالعہ تھے۔ آپ نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ابو بکر بن الانباری کہتے ہیں کہ "ان کی راتیں عبادت اور مطالعہ میں گزرتیں تھائی رات یا اس سے بھی کم آرام فرماتے" (۱۹)۔ آپ کا حافظہ قوی اور

یادداشت بڑی عمدہ تھی۔ آپ کے ایک شاگرد ابو منصور نصر ابن داؤد صاغانی کہتے ہیں "ابو عبید فرمایا کرتے تھے کہ ایک نشست میں پچاس حدیثیں یاد کر لینا میرے لئے چنداں مشکل نہ تھا" (۲۰)۔

آپ اپنے اساتذہ و شیوخ حدیث کا حد درجہ احترام کرتے اس کی ایک مثال خود ان کا یہ قول ہے کہ میں نے کبھی کسی استاذ یا شیخ حدیث سے ملاقات کرنا چاہی تو ان کے دروازے پر جا کر ان کے از خود باہر آنے کا منتظر رہا اور دروازہ کھٹکھٹانا یا دستک دینا سوئے ادب سمجھا۔ اس سلسلہ میں میں نے ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھا "وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ" (کہ اے نبی ﷺ ان کیلئے بہتر ہوتا اگر وہ آپکے باہر تشریف لانے تک صبر سے انتظار کرتے) (۲۱)۔ آپ کی علمی دیانتداری کا اندازہ اس قول سے کیا جاسکتا ہے جو ان کے ایک شاگرد عباس بن محمد الدورئی نے بیان کرتے ہوئے کہا "میں نے علامہ ابو عبید کو فرماتے سنا کہ شکرِ علم کا تقاضا یہ ہے کہ جب کوئی بات آپ نہ جانتے ہوں پھر آپ کو معلوم ہو جائے اور وہ بات آپ لوگوں سے بیان کریں تو اس اعتراف کے ساتھ بیان کریں کہ مجھے بھی اس کا علم نہیں تھا تا آنکہ فلاں صاحب نے مجھے اس اس طرح یہ بات سکھائی یا سمجھائی اور یوں میرے علم میں یہ بات آئی" (۲۲)۔ آپ کے اقوال زریں میں سے یہ ہے کہ آپ فرماتے تھے "تبع سنت شخص ایسا ہے جیسے آگ پر قابو پانے والا اور میرے نزدیک اتباع سنت فی زمانہ اللہ کی راہ میں (جہاد میں) تلوار چلانے سے بھی زیادہ افضل ہے۔" علامہ ابو عبید نے اپنی زندگی میں اور بعد از وصال زبردست شہرت پائی آپ کے اپنے اور بعد کے ادوار میں ہمیشہ آپ کو اچھے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ آپ کی شہرت ایک متقی، زہد، شب زندہ دار، کریم النفس، مجسمہ اخلاق کریمانہ، فاضل علوم و فنون، تصنیف و تالیف کے دھنی اور اجتہاد و تبحر علمی کے مالک شخص کی شہرت تھی۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ علامہ ابو عبید استاذ ہیں اور آپ کے علم و فضل کی وجہ سے روز بروز آپ کی قدر و منزلت ہم پر واضح ہو رہی ہے (۲۳)۔

سنن ابی داؤد کے جامع علامہ ابو داؤد سلیمان اشعث سے علامہ ابو عبید کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کہا "وہ ایک امین و ثقہ عالم ہیں" معروف محدث و اسماء الرجال کے عالم یحییٰ بن معین

کسی نے پوچھا کہ "ابو عبید سے روایت حدیث لینا کیسا ہے؟ آپ نے جواب دیا مجھ سے ابو عبید کے بارے میں پوچھتے ہو؟ وہ تو ایسی شخصیت ہیں کہ ان سے لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے، پھر کہا میں اصمعی کے پاس تھا کہ ابو عبید تشریف لائے، علامہ اصمعی نے انہیں آتا دیکھ کر کہا، جانتے ہو آنے والا کون ہے؟ موجودین نے کہا ہاں، اصمعی نے کہا کہ جب تک یہ شخص زندہ ہے لوگوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا (۲۴)۔ ابراہیم الحرثیٰ ان کے بارے میں کہتے ہیں: "ابو عبید تو ایسے تھے جیسے پہاڑ میں روح پھونک دی گئی ہو اور اسکی ہر شئی بھلی لگ رہی ہو" (۲۵)۔ قاضی احمد بن کابل کہتے ہیں "علامہ ابو عبید القاسم بن سلام اپنے مذہب و علم میں انتہائی فاضل تھے، ربانی قسم کے عالم تھے، علوم و فنون اسلامی کے ماہر، قرآن و سنت اور فقہ کے متبحر عالم، ثقہ راوی، ایسے ثقہ کہ آج تک کسی نے انکی ثقاہت میں طعن نہیں کیا (۲۶)۔ الجاحظ نے کتاب المعلنین میں انکا ذکر اس طرح کیا ہے:

"وہ معلنین میں سے اور پھر فقہاء محدثین میں سے تھے۔ ان کا شمار ماہرین علم نحو میں بھی تھا اور وہ ان علماء میں بھی شامل تھے جو کتاب و سنت، ناخ و منسوخ، غریب الحدیث اعراب القرآن کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ جن لوگوں نے علم کے متعدد اصناف میں کتابیں لکھی ہیں علامہ ابو عبید القاسم بن سلام ان لوگوں میں سر فرست ہیں۔ آپ ایسے ادیب تھے کہ ان کی طرز پر علم و ادب کی مفید تالیفات کم ہی لوگوں نے لکھی ہوں گی" (۲۷)۔ ابن درستیہ ان کے بارے میں کہتے ہیں "آپ بغداد کے محدثین اور کوفیوں کے نظریات پر علم نحو کے زبردست عالم تھے، لغت کے راویوں میں تھے اور قرأت میں بصرہ کے علماء سے منفرد تھے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہے جو فنون کثیرہ میں لکھنے والے اور شہرت پانے والے تھے۔ آپ صاحب فضل و مجد اور عابد و زاہد صاحب مذہب تھے (۲۸)۔

ابو العباس احمد بن یحییٰ ثعلب کا خیال ہے کہ اگر ابو عبید بنی اسرائیل میں ہوتے تو ان کی شان کچھ اور ہی ہوتی (۲۹)۔ حلال بن العلاء العراقی کہتے ہیں "اللہ نے اس امت پر چار اشخاص کا انعام فرمایا جو اپنے زمانہ کے عبقری تھے، ایک تو امام شافعیؒ کہ جن کی فقہ حدیث قابلِ داد ہے۔ دوسرے امام احمد بن حنبلؒ کہ جنہوں نے صبر و استقامت سے فتنوں کا مقابلہ کیا، اگر آپ نہ ہوتے تو لوگ کفر کا شکار ہو جاتے، تیسرے یحییٰ بن معینؒ کہ جنہوں نے احادیث رسول ﷺ کو کذب سے

محفوظ کیا اور چوتھے ابو عبید القاسم بن سلام کہ جنہوں نے غریب الحدیث کو بیان کیا اگر وہ ایسا نہ کرتے تو لوگ گمراہ ہو جاتے (۳۰)۔ علاوہ ازیں، ابو قدامہ، ابن راہویہ، عبد اللہ بن طاہر، ابن حبان، حاکم الازہری، الدانی، ابن الجوزی، ذہبی، الداودی و دیگر مشاہیر علماء و مشائخ رحمہم اللہ نے علامہ ابن سلام کی علمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ آپ نے تالیفات کا انبار درشہ میں چھوڑا۔ ان میں سے بیشتر علوم قرآن کریم، علوم حدیث شریف، لغت، امثال، انساب اور تراجم پر مشتمل ہیں۔ ابن درستیہ کے مطابق آپ کی پچیس سے زائد مصنفات علوم قرآن، فقہ، غریب الحدیث، امثال، معانی الشعر اور غریب المصنف کے موضوعات پر ہیں (۳۱)۔

علامہ ابن ندیم نے اور علامہ ابن خلکان نے آپ کو صاحب تصانیف کثیرہ لکھا ہے (۳۲)۔ ابو طیب لغوی کا خیال ہے کہ چونکہ آپ کی تالیفات کو سرکاری سطح پر سراہا جاتا تھا اس لئے آپ کی تالیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے (۳۳)۔ آپ کی بعض معروف کتابوں کے اسماء، ابن ندیم نے القہر ست (ص ۱۱۲) میں ذکر کئے ہیں نیز انباہ الرواة (جلد ۳، ص ۲۲) میں، معجم الادباء (ج ۱۶، ص ۲۶۰) میں وفيات الاعیان (ج ۴، ص ۶۳) میں، عیون التوارخ (ص ۲۸۸) میں، مرآة الجنان (ج ۲، ص ۸۸) میں اور کشف الظنون (جلد ۲، ص ۱۳۸۵) میں آپ کی تالیفات کا ذکر ملتا ہے۔ ہم اختصار کے پیش نظر صرف چند مصنفات کا ذکر کرتے ہیں۔ الاحداث، آداب السلام، ادب القاضي، استدراک الخط، الامثال السائرہ، الاموال، انساب الخلیل، الايمان والندور، الحجر والتقلیس، الخیض، الخطب والمواعظ، الشعراء، شواہد القرآن، الطلاق، الطہارۃ، عدد آئی القرآن، غریب الحدیث، غریب القرآن، الغریب المصنف، فضائل الفرس، فضائل القرآن، القراء مت، القضاء و آداب الحکام، کتاب الايمان و معاملہ و سنہ و استکمالہ و درجہ کتاب النخو، المجازی فی القرآن، اللذکر و المونث، معانی القرآن، فضائل الفرس، المنصور و الحدود، النسخ و المنسوخ، النسب، نصوص فی الحج، الزکاح (۳۴)۔

علامہ کے تلامذہ: علامہ کے تلامذہ کی تعداد کا تعین مشکل امر ہے۔ انکے بعض تلامذہ نے

علم و فن کے میدان میں بڑی شہرت پائی۔ اسماء الرجال کی کتب میں انکے تلامذہ کے احوال بڑی

شرح و بسط سے مذکور ہیں۔ علامہ کے علمی مرتبہ و مقام اور ان کی شہرت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ان کے تلامذہ میں صحابہ ستہ کے بعض مؤلفین، تاریخ و رجال کے ماہرین، لغت و ادب کے ائمہ اور فقہ و فتاویٰ کے مصنفین کے نام آتے ہیں۔ ان کے مشہور تلامذہ میں امام احمد بن حنبل، امام بخاری، یحییٰ بن معین، امام ترمذی، امام ابو داؤد سحستانی، علامہ البلاذری، علامہ التغلبی، علامہ الدارمی، ابن ابی الدنیا، امام علی بن عبدالعزیز البغوی، شیخ ابوالحسن الطوسی رحمہم اللہ جیسے اکابر علماء موجود ہیں (۳۵)۔

رب قدیر و کریم حضرت ابو عبید القاسم بن سلام کی مرقد پر ہزار ہزار رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

﴿مصادر و مراجع﴾

- (۱)۔ ابن ندیم، الفہرست۔ ص ۱۱۲، مطبوعہ مصر القاہرہ ۱۳۳۸ھ۔ نیز الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد ج ۱۲، ص ۴۰۳، مطبوعہ مصر ۱۹۳۱ھ۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد، ج ۷ ص ۳۵۵، مطبوعہ سقاو۔ لیڈن۔ ۱۹۰۹م۔ (۲)۔ الذہبی، تذکرہ الحفاظ، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۹۵۷م۔ نیز تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۱۵، طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۳۵۵۔ (۳)۔ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، حرف قاف، دار الکتب المصریہ۔ (۴)۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۶۲، مطبوعہ مصر۔ (۵)۔ روؤلف زلہائم، الامثال العربیہ القدیمہ، ص ۷۸، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء۔ (۶)۔ ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق، (حرف قاف) نیز الداؤدی، طبقات المفسرین، مطبوعہ القاہرہ ۱۹۷۲ء۔ (۷)۔ ابن الاثیر، الکامل و تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۰۳، نیز القفطی، انبار الروایۃ علی انبیاہ الخاۃ، مطبوعہ مصر ۱۹۷۳ء۔ (۸)۔ ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج ۲، ص ۶۱، نیز یاقوت الحموی، معجم الادباء، ج ۲، ص ۲۵۴، مطبوعہ احمد فرید، مصر ۱۹۳۶ء۔ نیز ابن عماد الحنفی، تذرات الذهب، ج ۲، ص ۵۵، مطبوعہ مصر ۱۳۵۰ھ۔ و امام نووی، تہذیب الاسماء و اللغات، ج ۲، ص ۷۵، مطبوعہ القاہرہ۔ و ابن ندیم، الفہرست، ص ۱۱۲، (۹)۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق، (حرف قاف) نیز انبیاہ الروایۃ، ج ۳، ص ۷۱، معجم الادباء، ج ۱۶، ص ۲۶۰۔ (۱۰)۔ القفطی، انبیاہ الروایۃ، ج ۳، ص ۱۳، ابن عساکر، تاریخ دمشق، (حرف قاف)۔ ابن الانباری، نزہۃ الادباء، ص ۱۳۸، مطبوعہ القاہرہ، مصر ۱۹۶۸ء۔ (۱۱)۔ نزہۃ الادباء، ج ۱۶، ص ۲۵۵، ابن کثیر، البدایہ و النہایہ، ج ۱۰، ص ۲۹۱، مطبوعہ السعادی القاہرہ۔ (۱۲)۔ الصالح (قس)، ج ۲، ص ۲۹۱، تاریخ دمشق، (حرف قاف) انبیاہ الروایۃ، ج ۳، ص ۱۵۔ (۱۳)۔ غریب الحدیث، ج ۱، ص ۲۳۶، مطبوعہ حیدر آباد دکن ۱۹۶۷ء۔ (۱۴)۔ ابو بکر زبیدی، طبقات النحویین و

۵۵ 'القاهرہ ۱۳۵۰ھ۔ محمد بن شاکر الکتبی، 'عیون التوارخ'، ص ۲۸۸۔ دار الکتب المصریہ۔ ابن قاضی شہبہ،
طبقات ابن قاضی شہبہ، ج ۲ ص ۲۲۲۔ دار الکتب المصریہ۔ (۱۳)۔ البخاری، 'التاریخ الکبیر'، ج ۴ (۱) ص ۱۷۲،
مطبوعہ حیدرآباد دکن، ۱۳۶۰ھ۔ الزہیدی، 'طبقات الخوئین واللفوئین'، ص ۲۱۹، القاہرہ ۱۹۵۴ھ۔ ابن حجر، 'تہذیب
التہذیب'، ج ۸ ص ۳۱۵، حیدرآباد دکن، ۱۳۲۶ھ۔ (۱۵)۔ خطیب، 'تاریخ بغداد'، ج ۱۲ ص ۳۱۵۔ نزہۃ الالباء،
ص ۱۴۱۔ انباہ الرواة، ج ۳ ص ۲۰۔ بن مکتوم، 'تلخیص اخبار الخوئین'، ص ۱۹۲، دار الکتب المصریہ۔ (۱۶)۔ السیوطی،
'بغیۃ الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة'، ج ۲ ص ۲۵۴، القاہرہ ۱۹۶۴ء۔ نیز ابن الجزری، 'طبقات ابن الجزری'، ج ۲،
ص ۱۸، القاہرہ ۱۹۳۵ء۔ نیز ابو الغداء، 'تاریخ ابو الغداء'، ج ۲، ص ۳۶، مکتبۃ النہضۃ مصر۔ نیز ابن حجر عسقلانی،
'تہذیب التہذیب'، ج ۸ ص ۳۱۵، مطبوعہ حیدرآباد دکن۔ (۱۷)۔ خطیب بغدادی، 'تاریخ بغداد'، ج ۱۲ ص ۴۰۴۔
نیز السبکی، 'طبقات الشافعیہ'، ج ۱ ص ۲۷۰، مطبوعہ القاہرہ ۱۳۲۲ھ۔ نیز ابن خلکان۔ وفیات الاعیان۔ ج ۴، ص
۶۱۔ (۱۸)۔ السبکی، 'طبقات الشافعیہ'، ج ۱ ص ۲۷۱۔ نیز محمد بن شاکر الکتبی، 'عیون التوارخ'، ۲۸۹، دار الکتب
المصریہ خطیب، 'تاریخ بغداد'، ج ۱۲ ص ۴۰۸۔ (۱۹)۔ الزہیدی، 'طبقات الخوئین واللفوئین'، ص ۲۱۸۔ القاہرہ
۱۹۵۴ھ۔ (۲۰)۔ الداودی، 'طبقات المفسرین'، ج ۲ ص ۳۶۔ القاہرہ ۱۹۷۲ء۔ (۲۱)۔ المزنی، ج ۴ ص ۱۳۹۔
الداودی ج ۲ / ص ۳۹، تاریخ دمشق (حرف قاف)۔ (۲۲)۔ المزنی، 'تہذیب الکمال'، ۵۵۵۔ عیون التوارخ
۲۸۸۔ تاریخ بغداد، ج ۱۲ / ص ۴۱۴۔ (۲۳)۔ تلخیص ابن مکتوم۔ ص ۱۹۲، نزہۃ الالباء ص ۱۴۱۔ انباہ الرواة
ج ۳ / ص ۲۱۔ (۲۴)۔ وفیات الاعیان ج ۴ / ص ۶۱۔ تہذیب التہذیب ج ۸ / ص ۳۱۶۔ البدایہ والنہایہ ج ۱۰ / ص
۲۹۲۔ (۲۵)۔ بغیۃ الوعاة، ج ۱۶ / ص ۲۵۳۔ روضات الجنات ۵۴۶، مرآۃ الجنان ج ۲ / ص ۸۴۔ (۲۶)۔
معجم الادباء، ج ۱۶، ص ۲۵۵۔ طبقات الخوئین واللفوئین، ص ۲۱۷۔ (۲۷)۔ الداودی، 'طبقات المفسرین'، ج
۲ ص ۳۳، تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۰۴۔ (۲۸)۔ تاریخ دمشق (حرف قاف)۔ تلخیص ابن مکتوم ۱۹۲۔
(۲۹)۔ وفیات الاعیان ج ۴ / ص ۶۱۔ نزہۃ الالباء، ص ۱۴۰۔ تاریخ بغداد ج ۱۲ / ص ۴۱۱۔
(۳۰)۔ نزہۃ الالباء، ص ۱۳۷۔ وفیات الاعیان ج ۴، ص ۶۱، معجم الادباء، ج ۱۶، ص ۲۶۴۔
(۳۱)۔ ابن ندیم، 'المفہرست'، ص ۱۱۳۔ (۳۲)۔ مراتب الخوئین، ص ۹۴۔ السبکی، 'طبقات الشافعیہ'
ج ۱ / ص ۲۶۰۔ (۳۳)۔ ابن ندیم، 'المفہرست'، ص ۱۱۲۔ وفیات الاعیان ج ۴، ص ۶۳، ابن حجر، 'معجم المفہرست'، ص
۴۴۔ بروکلان، 'تاریخ الادب العربی'، ج ۲، ص ۱۵۹۔ (۳۴)۔ میزان الاعتدال، ج ۴، ص ۴۱۰۔ الزجی، 'العبر
ج ۱، ص ۴۱۵۔ نیز ج ۲ / ص ۵۴ سے ۶۵، ج ۲، ص ۱۲، ۵۴، ۶۲، ۶۵، بروکلان، 'تاریخ الادب العربی'
ج ۳، ص ۴۳۔